اردو
چینل

اردو
چینل

اردو چینل
www.urduchannel.in

URDU
CHANNEL

URDU
CHANNEL

بسم اللہ الرحمٰن

لا الٰہ الا اللہ

خودی کا سرِ نہاں لا الٰہ الا اللہ
خودی ہے تیغ فساں لا الٰہ الا اللہ
یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الٰہ الا اللہ
کیا ہے تو نے متاعِ غرور کا سودا
فریبِ سود و زیاں لا الٰہ الا اللہ
خرد ہوئی ہے زمان و مکاں کی زناری
نہ ہے زماں نہ مکاں لا الٰہ الا اللہ
یہ نغمہ فصلِ گل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں، لا الٰہ الا اللہ
اگرچہ بُت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکمِ اذاں لا الٰہ الا اللہ

www.urduchannel.in

علامہ اقبالؒ

موج کوثر

مولانا اقبال سہیلؒ

احمد مُرسَل، فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
مظہرِ اوّل مرسَلِ خاتم صلی اللہ علیہ وسلم
خلقِ خدا کا راعیٔ آخر دینِ ہدیٰ کا داعیٔ آخر
جسکی دعوت اَسلِم تَسلَم صلی اللہ علیہ وسلم
آئینۂ الطافِ الٰہی، رحمت جس کی لامتناہی
جسکی ہدایت اَرحم تُرحم صلی اللہ علیہ وسلم
جسکا نام اچھالے داور آپ رَفَعنَا لَکَ فرما کر
بزمِ تجلی جس کا مخیم صلی اللہ علیہ وسلم
اُسوہ اجملِ دین ممثّل نطق مدلل وحیٔ منزّل
شرعِ مُعدّل سِلم مسلّم صلی اللہ علیہ وسلم
شرحِ اَلَم نَشرح وہ سینہ برقِ تجلی کا گنجینہ
جگمگ جگمگ چم چم چم چم صلی اللہ علیہ وسلم
علمِ لدُنی شانِ کریمی خُلقِ خلیلی نطقِ کلیمی
زُہدِ مسیحا، عفتِ مریم صلی اللہ علیہ وسلم
نظمِ سہیل ان کا ہی کرم ہے ورنہ یہاں کب تاب رقم ہے
انّ اللہ تعالیٰ اَعلم صلی اللہ علیہ وسلم

ماہنامہ

اردو کاؤنسل کا

اردو ـــــــــ چینل

کتابی سلسلہ۔۱

(ممبئی)

اکتوبر ۱۹۹۸ء جلد۱

مدیران ● عبید اعظم اعظمی
● قمر صدیقی

معاون:۔ محمد اسلم خان

قیمت فی شمارہ ۵ روپے سالانہ ۵۰ روپے

خط و کتابت کا پتہ:۔ ماہنامہ اردو چینل
۱۲۱/۳/۷، بگانن کالونی، گوونڈی
ممبئی ۔ ۴۰۰۰۴۳

phone nos. 5577863
5587860
Fax no. 5562590
email: rehmanshaikh@hotmail.com

فہرست

اداریہ
غالب کے ہمعصر شاعر..... یوسف ناظم
نئی نسل سے ..... عبدالاحد ساز
واہ رے گلو..... ڈاکٹر داؤد کشمیری
علم عروض..... عبید اعظم اعظمی
غزلیں / مجروح سلطانپوری
محمد علوی، زبیر رضوی، عرفان صدیقی
ارتضیٰ نشاط، رفیعہ شبنم عابدی
شمیم طارق، شہناز نبی، عذرا پروین
ریاض لطیف عبید اعظم سرور حسین
سہیل اختر قمر صدیقی طاہر افق
نظمیں / علی جواد زیدی، قمر صدیقی
حبیب جعفری
رباعیاں / جوش ملیح آباد
اشعار / اکبر الہ آبادی

اداریہ

آج دنیا کی سیاسی، سماجی، اقتصادی اور معاشرتی صورت حال کئی متنوع تبدیلیوں سے گذر رہی ہے۔ علوم و فنون کی حد بندیاں ختم ہورہی ہیں۔ فلم، فوٹو گرافی، کمپیوٹر، موسیقی، مصوری، مجسمہ سازی، مذہب، میڈیا، موڈلنگ، تھیٹر، اطلاعاتی سسٹم الیکٹرانک کمیونیکیشن، لباس، لسانیات غرض فنی اور جمالیاتی اظہار کے تمام ذرائع ایک دوسرے میں اس طرح مدغم ہورہے ہیں کہ اب ان کی اصلیت مشکوک ہوتی جارہی ہے۔ آج پرانی قدریں نہ کہ صرف ٹوٹ بکھر رہی ہیں بلکہ اس سرعت کے ساتھ منظرِ عام سے غائب ہورہی ہیں جیسے کی انکا وجود ہی نہ تھا۔ آج ہمارا سماجی ڈھانچہ کچھ ایسی اتھل پتھل کا سامنا کر رہا ہے اسکی مثال پہلے کبھی نہیں ملتی۔

آج کے اس ایم ٹی وی مائیکل جیکسن، میڈونا اور مارل برو کلچر میں ہمیں بہ یک وقت دو محاذوں پر لڑنا پڑ رہا ہے۔ ہم سے پہلے کی نسل کا مسئلہ ادب میں نئے خون اور نئی حرارت کی ضرورت تھا لیکن آج ہمیں ادب میں نئے خون اور نئی حرارت کی ضرورت کیساتھ ساتھ ادب کے قاری کی بازیافت کے مسئلہ کا بھی سامنا ہے۔ آج جب ہمارے پیش رو اونچے لب و لہجے میں یہ اعلان کرتے ہیں کہ نئی نسل کو اپنے نقاد اور اپنے قاری اپنے ساتھ لانا چاہئے تو شاید انھیں اس بات کا احساس نہیں ہوتا ہے کہ نئی نسل کے نقاد اور قاری کے سایہء عاطفت میں انکی بھی پناہ ہے۔ بہر حال اردو چینل نئی نسل کے قاری کی بازیافت کی پہلی کوشش ہے۔

قمر صدیقی

www.urduchannel.in

یوسف ناظم
ممبئی
www.urduchannel.in

غالب کے ہم عصر شاعر غریب اسد کے بارے میں

لیجئے، یہ سال ۱۹۹۸ء بھی جو اسد اللہ خاں غالب کی دو صد سالہ تقریبات کا سال ہے اپنی بارہ ماہی عمر کے آخری چند دن پورے کرنے کے قریب ہے۔ غالب نے اسی لئے اسے رخشِ عمر کہا تھا۔ یہ عجیب و غریب سواری ہے۔ ماحول اور وقت دیکھ کر اپنا رویہ بدلتی ہے۔ ٹٹو بن جائے تو چلتی نہیں صرف کھسکتی ہے اور بڑی مشکل سے اپنی میعاد پوری کرتی ہے مطلب یہ کہ ٹٹو سواری ہوتے ہوئے بھی کوئی سواری ہے۔ اور یہی سواری جب کسی رزم گاہ میں ہو تو صفیں توڑ کر نکل جائے۔ ہوا بن کر اڑنا بھی اسکے بائیں پاؤں کا کھیل ہے (ویسے پاؤں تو اسے چار کے چار استعمال کرنے پڑتے ہیں)۔ اسی لئے اکثر لوگوں کو جو بہت عجلت میں ہوتے ہیں، ہوا کے گھوڑے پر سوار دیکھا گیا ہے۔ یہ شہسوار ہی نہیں شہنشاہ سوار ہوتے ہیں۔ اس عجیب و غریب سواری کا سنبھالنا ہر کسی کے بس میں نہیں ہوتا۔ ملک و قوم کی باگ ڈور تو اہلِ اقتدار کے ہاتھوں میں رہ سکتی ہے لیکن اس معمولی گھوڑے کی نہ تو لگام ان کے ہاتھ میں ہوتی ہے اور نہ ان کے پاؤں رکاب میں ہوتے ہیں۔ غالب کو فلسفیانہ نکات کی تفہیم پر کتنا عبور حاصل تھا۔ انھیں تو اپنے زمانے میں دلی یونیورسٹی کے شعبہ فلسفہ و منطق کا ڈین ہونا چاہئے تھا (ڈین کے بارے میں ہم نے سنا ہے کہ یہ شخص، صدر شعبہ سے بھی بڑا شخص ہوتا ہے اور کبھی کبھی یونیورسٹی میں پایا جاتا ہے۔ اس شخص کے تحت کئی شعبے ہوتے ہیں جو اس بہت بڑے شخص کی عدم موجودگی میں اُفتاں و خیزاں کام کرتے رہتے ہیں)۔ غالب کا ذکر اس وقت ہم اس لئے کر رہے ہیں کہ اس سال کے اختتام پر غالب صدی کے دوسرے دور کا مقطع عرض کر دیا جائیگا۔ غالب صدی کا دوسرا دور ہم نے اس لئے کہا کہ اس سے پہلے بھی ہم غالب صدی منا چکے ہیں وہ صدی ان کی وفات سے متعلق تھی لیکن بعد میں ہمیں یہ احساس ہوا کہ موصوف

پیدا بھی ہوئے تھے اسلئے سال رواں میں ہم نے اُن کی ۲۰۰ ویں سالگرہ منائی (شرافت کا تقاضا یہی تھا) ۔ اب کئی سال تک سکون رہے گا۔ غالب کی ۳ سو سالہ تقاریب اگر منائی گئیں تو وہ یا تو سنسکرت زبان میں منائی جائینگی یا اس زبان میں جو قبائلیوں میں بولی جاتی ہے۔ یہ غالب کی مقبولیت کا عہد زریں ہوگا اور غالب تو ترجموں پر بھی زندہ رہنے والے شاعر ہیں۔

غالب کی ہمیں جب بھی یاد آئی ہمیں وہ غریب شاعر بھی یاد آیا جس کا تخلص بد قسمتی سے اسد تھا۔ اس وقت غریب اسد کو یاد کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ابھی حال میں ہم نے پاکستان کے کسی دانشور کا ایک بیان پڑھا جس میں یہ اعتراف کیا گیا کہ تحقیق کی شق میں ہندوستان کے محققین پاکستان کے محققوں سے بہت آگے ہیں۔ (اس بیان سے ایک نکتہ یہ ضرور پیدا ہوتا ہے کہ دوسرے اصناف ادب میں ہندوستان کو اپنی حیثیت پر نظرثانی کرنی چاہیئے)۔ ہمارے ہم وطن محققوں کے بارے میں جو بھی کہا گیا اس کا ہم شکریہ ادا کرتے ہیں اس لئے کہ آج کل کون کس کا معترف ہوتا ہے۔ ہر شخص مست مئے ذات چاہئے۔ (ذات سے مراد اپنی ذات ہے یعنی وہ ذات جو ذاتی ہو) لیکن ہم چونکہ تھوڑے سے ناقص خیالات بھی رکھتے ہیں اس لئے اس نازک موقعہ پر یہ عرض کرنا چاہینگے کہ ہمارے محققوں نے غالب کی ساری جزئیات پر تو کام کرڈالا لیکن ان کے ہمعصر شاعر غریب اسد کے بارے میں کوئی مقالہ مرتب نہیں کیا۔ یہ وہ شخص تھا جس کی وجہ سے غالب کو اپنا تخلص بدلنے کی ضرورت پیش آئی۔ یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں تھا۔ غالب سلجوقی پٹھان تھے ۔ سپہگری ان کا آبائی پیشہ تھا اور غصہ انکا موروثی حق۔ ہمیں ان کے غصے سے کچھ لینا دینا نہیں ہے۔ غالب جیسے عظیم المرتبت شاعر کو تو ہر عادت زیب دیتی ہے ہمیں شکایت صرف یہ ہے کہ جس شاعر نے غالب جیسی بلند و بالا شخصیت کو سر سے پاؤں تک ہلا دیا اُس کا تذکروں میں کوئی دخل نہیں۔ ذوق، مومن اور غالب کے عہد میں ایک شاعر کا دلّی کے شاعروں میں نام لیا جانا اس کی افادیت کو نہ سہی اس کی اہمیت کو تو ظاہر کرتا ہے اور جب اس شخص نے تخلص اختیار کیا تو ظاہر ہے تھوڑا بہت کلام

www.urduchannel.in

بھی بر آمد کیا ہوگا۔ کلام خواہ کیسا ہی کیوں نہ ہو کلام ہوتا ہے۔ ہماری ناقص رائے میں غالب نے اس شاعر کے ساتھ زیادتی کی کہ اسکا ایک ہی شعر سن کر تخلص بدل دیا۔ ہر شاعر کے یہاں کمزور شعر پائے جاتے ہیں یہ کوئی جرم نہیں ہے۔ غالب نے اپنا تخلص کیا بدلا ہمارے تذکرہ نویسوں نے اس شاعر کو قابلِ گردن زدنی قرار دے دیا۔ کہیں بھی اس کا ذکر نہیں کہ یہ کون تھا اسکا پیشہ آبا کیا تھا۔ اہلِ زبان تھا یا کسی ایسے ویسے علاقے میں پیدا ہو گیا تھا۔ شادی اسکی ہوئی تھی یا اپنی کمزور شاعری کی وجہ سے کنوارا رہ گیا تھا۔ آج بھی ہم کتنے گمنام شاعروں کا کلام پڑھتے ہیں جو صرف اسلئے گمنام رہ گئے کہ ان کے پاس وسایل نہیں تھے (صرف مسایل تھے) کلام بھی انکا اچھا خاصا تھا اور جو بھی ہوگا ذاتی ہوگا۔ آپ ان شاعروں کو گنج ہائے گرانمایہ کے خصوصی القاب کا مستحق نہ قرار دیں لیکن تھے تو وہ قابلِ ذکر لوگ۔ یہی رائے ہماری اسد کے بارے میں ہے۔ اس شاعر کے حالات زندگی کیا اتنے گفتہ بہ تھے کہ ہمارے محققین نے اُن پر ایک سر سری نظر تک ڈالنا گوارا نہ کیا۔ ہو سکتا ہے وہ شخص، صاحب حیثیت نہ رہا ہو لیکن وہ زمانہ برکت اور خوشحالی کا تھا غریبی کی لکیر کے نیچے تو لوگ بعد میں رہنے لگے اور آئندہ بھی رہینگے لیکن اس زمانے میں تو سب لوگ خواہ وہ شاعر ہی کیوں نہ ہوں، چھت کے نیچے رہا کرتے تھے۔ گو انگریز ہندوستان میں آچکے تھے لیکن غریبی کی لکیر انھوں نے نہیں کھینچی تھی۔ یوں بھی صرف غریبی کی بنا پر کسی شاعر کو سرے سے نظر انداز کر دینا کوئی مستحسن نظریہ حیات نہیں ہے۔ ہمارے محقق یہ بات بھول گئے۔ ان کی فروگزاشت کی وجہ سے ہم غالب کے ایک ہم عصر شاعر کے حالات زندگی اور اشعار سے (خواہ وہ کسی درجے کے ہوں) محروم رہ گئے۔ اگر ہمارے محقق صاحبان جن کی آج دیارِ غیر میں تعریف ہو رہی ہے، ذرا سی محنت کر لیتے تو آج ہم اس اسد کے بارے میں چھوٹا موٹا مقالہ لکھ کر کسی سیمینار میں شرکت کر سکتے تھے۔

عبدالاحد ساز
ممبئی

نئی نسل سے ایک مکالمہ

۱۹۷۰ء کے دہے کے اواخر سے ۱۹۸۰ء کے دہے کے اوائل تک بمبئی سے متعارف ہونے والے نئے سخنوروں کی تعداد اپنی پیش رو صف کی بہ نسبت بہت کم ہے۔ اس دہے کی شاعری تقریباً انھیں خطوط و جہات کی توسیع ہے۔ جو پچھلی دہائی میں اجاگر ہو چکے تھے۔ وقت کی گزران کے ساتھ در آنے والی ناگزیر تبدیلیوں کے علاوہ ان کے یہاں تجربے بھی متنوع نہیں ہیں۔ ہاں ان میں دو تین فن کاروں کے قلم میں انفرادی تازگی و توانائی اپنے تمام تر امکانات کے ساتھ رو بہ فروغ ہے اور یہ مستقبل قریب میں بشرط استقلال اپنا مقام بنالینے کی پوری سکت رکھتے ہیں۔ اس صف کے شعراء کے لئے نظم گوئی محض ایک خفیف سا اشتنائی پہلو ہے، ورنہ سبھی کا میلان غزل ہی کی جانب ہے۔

اس کے بعد ایک لمبا عرصہ ایک گہرے سناٹے کے وقفے کی طرح ہے۔ قریب قریب دس برسوں تک بمبئی سے کوئی نئی آواز نہیں ابھری۔ اس دوران ۷۰ء اور ۸۰ء کے دہے میں کاروانِ ادب میں شامل ہونے والے، اپنے بعد ایک خلاء کو پھیلتا ہوا محسوس کرتے رہے۔ بمبئی کی درس گاہوں سے کسی نئے شاعر یا ادیب (فکشن کی صورت حال بھی یہی رہی) کی آمد کی نوید کا نہ سنائی دینا، اردو زبان اور شعر و ادب کے تعلق سے متواتر بڑھتے ہوئے خدشوں کو اور مضبوط کرتا رہا۔ پھر غالباً ۹۳۔۹۴ء کے قریب شہر کی ادبی نشستوں اور

محفلوں میں ایک آواز عبید اعظم اعظمی کی سنائی دینے لگی۔ ادھر دو تین برسوں میں تین نئے نام اور ابھرے۔ سرور حسین سرور، سہیل اختر وارثی اور قمر صدیقی۔ اور دم سادھے ہوئے ادبی حلقے نے اطمینان کی سانس لی کہ اس صدی کی آخری دہائی، بمبئی سے کسی نئے نام کی شمولیت کے بغیر نہیں گزر رہی ہے۔

جہاں تک ان چار نوجوان شاعروں کے تخلیقی سفر کے ابتدائی نقوش کا تعلق ہے، ظاہر ہے یہ ابھی نیم واضح بھی نہیں ہیں بادی النظر میں دیکھا جائے تو عبید اعظم اعظمی کے کلام میں روایت سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے خیالات اور محسوسات کو الفاظ کی شوکت اور دروبست کے ساتھ پیش کرنے کی ترجیح نظر آتی ہے۔ سرور حسین سرور اپنے اطراف واکناف کی زندگی کے منتشر منظر نامے کو اپنی نظروں سے مرتب کرنیکی کچھ منطقی اور کچھ رومانی خواہش رکھتے ہیں۔ قمر صدیقی کا شعری اظہار بیشتر لاشخصی معلوم ہوتا ہے۔ وجود، عدم، خدا، کائنات، شعور، لاشعور جیسے وسیع و عمیق موضوعات کی کٹھن ڈگر پر انھوں نے قدم رکھنا چاہا ہے۔ ظاہر ہے تفکیری شاعری کا یہ راستہ بڑا ہی خطرناک ہے، جس پر ذرا سی بھی تیز قدمی تباہ کن ہو سکتی ہے اور جہاں جذبے کی بے ساختگی پر فکر کی احتیاط کو مقدم رکھنا تخلیقی طور پر منفی امکان بھی رکھتا ہے۔ سہیل اختر وارثی آگہی کے چہرے کو سائنسی شعور کے آئینے میں پہچاننے کے لئے کوشاں ہیں اور اپنی اس کوشش کو اپنی تخلیق کا حصہ بناتے ہیں۔ وہ ابتدائی سطح پر کامیاب بھی نظر آتے ہیں۔ سہیل اختر کے علاوہ بقیہ تین شاعروں کا رجحان غزل ہی کی طرف ہے۔ سہیل اختر کے لئے نظم گوئی اغلب ہے، لیکن وہ غزل بھی کافی انہماک سے کہتے ہیں۔

ان تازہ وارد نا جوانوں کی بابت اک خوش آئند امر یہ ہے کہ یہ لوگ صرف مشاعروں اور نشستوں میں کلام سن سنا کر مطمئن ہو جانے والوں میں نہیں ہیں بلکہ اپنی تخلیقات کو اہم رسالوں تک پہنچانے، سنجیدگی کے ساتھ مطالعہ کرنے، اور جاری ادبی پروسس کو جاننے سمجھنے اور اس کا حصہ بننے کے خواہش مند ہیں۔ ان نئی آوازوں کا کشادہ دلی کے ساتھ خیر مقدم کیا جانا چاہئے اور انھیں حوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ تنقید و احتساب کے مرحلوں سے گزرنے کا پورا موقع بھی ملنا چاہئے۔

www.urduchannel.in

ڈاکٹر داؤد کشمیری
ممبئی

واہ رے ..... گلو

برس پندرہ کا کہ سولہ کا سن
جوانی کی راتیں مرادوں کے دن

اس کی عمر بھی پندرہ سال کی تھی لیکن دن محنت کے تھے۔ اور راتیں تھکن اور پژمردگی کی۔ اس کے باپ نے اس کی مرضی کے خلاف اسے بمبئی کی بھٹی میں جھونک دیا تھا۔ اسی بھٹی میں اس کی ماں اور بھائیوں کی یادیں بھی جل گئیں۔ صرف اسکا نام! اس کے ساتھ رہ گیا۔ گلو ---!

تیسرے درجے کے ہوٹل میں ٹیبل بوائے کا کام کرتے ہوئے گلو کی عمر گذرنے لگی۔

پھر ایک دن ---

گلو نے چائے کی پیالی اس بوڑھے کے سامنے رکھی جسکی صورت سے لگتا تھا کہ جیب میں پیسے بھی نہیں ہوں گے۔ لیکن اس کے پاس تو خردہ کے روپ میں سولہ پیسے تھے۔ گلو چمچماتے پیسوں کو دیکھنے لگا۔ تب اس بوڑھے نے کہا۔ نوکری کی پگار کے پیسے نہیں

ہیں۔ کاروبار کا سارا نفع ہے۔ بول۔ کرے گا۔ بزنس۔ گلو نے حامی بھرلی۔ بوڑھا اٹھا اور گئے پر سارا خردہ سیٹھ کو دیکر اس کے بدلے نوٹ لے لئے۔ ہوٹل سے بوڑھا نکلا تو گلو بھی کسی بہانے ہوٹل سے نکل کر اس کے پیچھے ہو لیا۔

دوسرے دن ریلوے اسٹیشن کے باہر دونوں بیٹھے تھے۔ ایک لمبی لیکن مصروف سڑک پر، آنکھیں بند کئے اور ہاتھ پھیلائے شام تک ہاتھ پیسوں سے بھر گئے۔ دس پیسہ، بیس پیسہ، ۲۵ پیسہ، ۵۰ پیسہ۔ گلو کو اپنا کمیشن مل گیا اور کاروبار کا پہلا سبق بھی۔

کچھ عرصہ بعد گلو کا پارٹنر اچانک مر گیا۔ سارا دن گلو اس کی لاش کے پاس بیٹھا رہا اور شام کو سارا منافع سمیٹ کر وہاں سے چل دیا۔

دوسرے دن گلو نے ایک بوڑھے کو وہاں بیٹھے پایا تو اس سے جھگڑنے لگا۔ پھر دونوں میں سمجھوتہ ہو گیا۔ گلو نے وہ جگہ بوڑھے کو بیچ دی اور سونے کیلئے فٹ پاتھ پر ایک اچھی سی جگہ کرائے پر لے لی۔

اب گلو کے کاروبار کا انداز بدل گیا تھا۔ اسی کے ساتھ منافع بھی دوگنا ہو گیا تھا۔ مندر کے مقابلہ میں مسجد کے دروازے پر وہ زیادہ کمالیتا تھا۔ پولس کے حوالدار کا ہفتہ الگ بچالیتا۔ دوپہر اور رات کو کسی بھٹیار خانے کے باہر بیٹھ جاتا تو پیٹ بھر کھانا مفت مل جاتا۔ یوں دن بھر کی کمائی سیونگ میں تبدیل ہوتی رہی۔

باشعور ہوتے ہی پہلا کام اس نے یہ کیا کہ بینک میں اکاؤنٹ کھول لیا۔ ایک سلم لارڈ کو ہفتہ دے کر جھونپڑا بنالیا۔ اور شادی کرلی۔ بچے بھی ہو گئے۔ اب اسے کاروبار کو بڑھانے کی فکر لاحق ہوئی۔

اس نے کچھ سوچ کر بیوی بچوں کو بھی اپنے کاروبار میں شریک کر لیا۔ صبح کے جدا ہونے شام کو جب ملتے تو معلوم ہوتا کہ بیوی کی انکم سب سے زیادہ ہوئی۔ دوسرے نمبر پر اس کے بچے اور آخر میں وہ خود۔ اس بات نے اسے کاروبار کا ایک اور انداز سکھلایا۔

اب گھو نے اپنے جھونپڑے کو پختہ اور گراونڈ فلور سے ایک منزلہ بنالیا تھا تاکہ کل بہو لانے تو وہ بالائی منزل میں اپنا گھر سنسار سجانے مگر ابھی دلی دور تھی۔ گھو نے بالائی منزل کو کرائے پر اٹھادیا۔

انہیں دنوں شہر میں فساد ہوگیا۔ شہر کی جھونپڑپٹیوں پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ جلے ہوئے جھونپڑوں سے اپنی جان بچاکر لوگ ریلیف کیمپوں میں پہنچ گئے۔ گھو کا جھونپڑا سلامت تھا لیکن وہ بھی مع خاندان ایک ریلیف کیمپ میں جادھمکا۔ وہاں مرغن غذاؤں پر وہ پلتے رہے۔ چند کلو وزن بڑھ گیا۔ سرکاری امداد کے ساتھ ریلیف کیمپ کی امداد بھی حاصل ہوتی رہی۔ جب ریلیف کیمپ والوں نے نوٹس دیا تو انخلا شروع ہوا۔ گھو کیمپ چھوڑنے والوں میں آخری آدمی تھا۔

کیمپ میں رہتے ہوئے اس نے معلوم کرلیا تھاکہ شہر میں کہاں کہاں ریلیف کیمپ لگے ہیں۔ چنانچہ اب وہ دوسرے ریلیف کیمپ میں شرنارتھی بن کر پہنچ گیا۔ اور وہاں سے بھی خوب امداد اڑائی۔ پھر جلد ہی اس نے ایک موٹر سائیکل خرید لی۔

فساد نے گھو کو جہاں مالی فائدہ پہنچایا تھا۔ وہاں کساد بزاری کے سبب اس کا چلتا ہوا کاروبار بھی ٹھپ ہوگیا تھا۔ پھر وہ کافی مقبول ہوچکا تھا اور ہر جگہ اسے اپنے پہچان لیے جانے کا اندیشہ تھا۔ تب اس کے ذہن نے ایک نئی تدبیر سوچی۔ رمضان پھر قریب تھا۔ اس نے اپنی موٹر سائیکل بیچ دی اور ایک پرانا ٹیمپو خرید لیا۔ کرائے پر لاوڈ اسپیکر حاصل کرکے اس میں فٹ کروائے اور چند مُریدوں کو اس میں بٹھاکر مسلم علاقوں کو روانہ کردیا۔ جو چلا چلا کر زکوٰۃ ادا کرنے کی دہائی دیتے رہے۔ نصف رات گئے ٹیمپو لوٹا تو مُرید خوش تھے۔ گھو ان سے زیادہ خوش تھا۔

اس کے بعد گھو نے ایک فٹ پاتھ پر سگریٹ بیڑی کا چھوٹا سا اسٹال کرلیا۔ اب پیسوں کے ساتھ اسے عزت کا بھی خیال ستانے لگا تھا۔

اب وہ قافلہ کی صورت نکلتے اور مسافرت کی بے بسی کا ماجرا سنا کر وطن کو واپسی کا کرایہ مانگتے۔ اگر گمو مسافروں کی اداکاری میں دلچسپ کردار سے کمتر نہیں تھا تو اس کی بیوی بر قعہ کی بدلی سے جھانکتا چودہویں کا چاند تھی۔ اور ان کے دو بچے تو پیدائشی فنکار تھے۔

بہر حال نیا دور و بدھک گیا۔ گمو کی زندگی میں خوشحالی آئی۔ اس کے جھونپڑے میں ضرورت کے سامان کے ساتھ تعیش کے سامان بھی جمع ہونے لگے۔ ایک دن اس کے بیٹے کا جھگڑا پاس کی اونچی بلڈنگ میں رہنے والے لڑکے سے ہو گیا۔ پھر اس لڑکے کے باپ اور گمو میں باہم تکرار ہو گئی۔ لڑکے کے باپ نے کہا۔ ''رہیں جھونپڑے میں اور خواب دیکھیں محلوں کا'' گمو نے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ ہمارا جھونپڑا کسی محل سے کم نہیں۔ ہمارے پاس فریج ہے، ٹی وی ہے، ویڈیو ہے۔ اور بہت جلد ہم ایئرکنڈیشن لگوانے والے ہیں۔ اس کے بعد کار خریدنے کی اسکیم بھی بنا رکھی ہے۔ اور ہاں، ہفتہ عشرہ میں ہم اپنی بیگم اور بچوں کو چوپاٹی کی سیر بھی کراتے ہیں۔ پانی پوری اور قلفی کھلاتے ہیں۔

ایک مولانا نما حضرت بڑی دیر سے اس تکرار کا تماشا دیکھ رہے تھے۔ گمو کے حریف کے پسپا ہو کر راہ فرار اختیار کرتے ہی وہ گمو کے پاس آئے۔ کہنے لگے۔ کار خریدنا چاہو تو میں بندوبست کر دوں۔ اس کے بعد وہ گمو کو لیکر ایک ہوٹل میں بیٹھ گئے۔ چائے پلائی۔ اپنا منصوبہ بتایا۔

منصوبہ کے مطابق گمو نے داڑھی بڑھالی۔ سر پر ٹوپی بھی آگئی اور رمضان کی ابتدا کے ساتھ ہی یوپی۔ بہار کے کسی عربی مدرسہ کے چندہ کی رسید بک ہاتھ میں تھے نکل پڑا۔ عید قریب آئی تو گمو کو اس کا کمیشن دیکر منصوبہ ساز مولانا نما یوپی سدھارے۔

آئندہ رمضان میں وہ حضرت پھر آئے لیکن گمو نے انہیں بتایا کہ وہ ان کیلئے کمیشن پر کام نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس نے خود ایک عربی مدرسہ کھول لیا ہے۔ مولانا نما اپنے داؤں سے خود چت ہو گئے اور دوسرے گمو کی تلاش میں چل دئے۔

www.urduchannel.in

ایک دن ایک بزرگ صورت نوجوانوں کے ہمراہ اسٹال پر آئے۔ ان کی گفتگو سے اندازہ ہوا کہ بزرگ کراماتی بابا تھے اور نوجوان ان کے روحانی شاگرد ——— بابا نے سگریٹ کا پیکٹ لیا ——— ماچس لیا۔ کیلا لیا۔ نمکین لیا۔ دام روحانی شاگردوں نے ادا کئے۔

کراماتی بابا کی شان پر گھو پلا گیا۔ اس نے بھی قسمت آزمائی کی ٹھان لی۔ کسی کا بھوت اتار دیا۔ کسی کو تعویذ لکھ دیا۔ کسی کو صرف پھونک دیا۔ کسی کو چپکے سے ریس کا گھوڑا بھی بتا دیا۔ جلد ہی وہ اسٹال والے بابا کے نام سے مشہور ہو گیا۔

اب گھو کی پانچوں انگلیاں گھی میں تھیں۔ لیکن سر کڑھائی کے باہر تھا کہ اچانک ایک دن ایک سادھو سے ملاقات ہوئی جو کسی منتری کے بنگلے سے نکل رہے تھے۔ گھو کے ہاتھ میں تسبیح تھی۔ سادھو کے ہاتھ میں مالا۔ تسبیح نے مالا کی زبان سمجھ لی۔ سادھو تو روانہ ہو۔ گھو نے منتری جی کے ڈرائیور کو دھر لیا۔ اس نے سادھو کے متعلق بتایا کہ بڑے گیانی پرش ہیں۔ منتری کے نامی گرو ہیں۔ انہیں کے آشیرواد سے منتری جی کو یہ پد ملا ہے۔ گھو نے بابا سے سادھو بننے کا فیصلہ کر لیا۔ اس کے بعد اس نے جلد ہی ایک منتری کو کھوج نکالا۔ منتری جی کے تمام ٹو نمبر کا کریڈٹ اس کے کھاتے میں جمع ہونے لگا۔ آشرم کے نام پر ایک بڑا قطعہ اراضی بھی اس نے منتری جی سے حاصل کر لیا۔ منتری جی کے ذریعہ جن دھنا سیٹھوں سے اس کا تعارف ہوا تھا انہوں نے گھو کو آشرم بنوا دیا۔ آشرم کے عین وسط میں گھو کا تخت شاندار اسٹیج بن گیا۔ اس کے باہر اسکی مرسیڈیز کار کھڑی رہتی۔

اس آشرم کی ایک الگ کہانی ہے جسکا مرکزی خیال صرف اتنا ہے کہ گھو کو یقین ہو گیا تھا کہ اسکا بیٹا جب جوان ہو گا تو اسے منتری بننے سے کوئی نہیں روک سکے گا۔

گھو کا پرانا جھونپڑا آج بھی موجود ہے البتہ مقفل ہے۔ شاید اس جھونپڑے کو گھو کا انتظار ہے!

پس لفظ ——— تازہ سماچاروں سے پتا چلا ہے کہ کار ٹونسٹ لکشمن کو گھو کی تلاش ہے اور وہ گھو کے ساتھ مستقل کنٹراکٹ کرنا چاہتا ہے!

• عبید اعظم اعظمی www.urduchannel.in

س ــــ کلمہء طیبہ لاالہ الااللہ کا علم عروض میں وزن کیا ہے ؟ یہ کلمہء پاک کتنی بحور میں آسکتا ہے ؟

•ضیاء مسلمی

ج :۔ علمِ عروض میں کلمہء پاک لاالٰہ الااللہ فاعلن مفاعیلان کے وزن پر ہے یہ ہزج اشتر سالم / مسبغ مربع مضاعف کے ارکان ہیں۔ کلمہء پاک اس بحر میں چار بار آسکتا ہے۔ تقطیع ملاحظہ فرمائیں

لاالا / فاعلن ہٗ الااللہ / مفاعیلان

یہ پاک کلمہ مزید جن بحور میں آسکتا ہے، اُن میں سے کچھ یہ ہیں

۱. مجتث مخبون مقصور مسکن / مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلان

مثال :۔ خودی کا سرِّ نہاں لاالٰہ الااللہ خودی ہے تیغ فساں لاالٰہ الااللہ

۲. ہزج مسدس اخرب مقبوض مسبغ / مفعولُ مفاعلن مفاعیلان

مثال :۔ الباسطُ الحکیمُ الرّحمٰن الحافظُ لاالٰہ الااللہ

رباعی کے ان اوزان میں بھی کلمہء پاک آسکتا ہے

مفعولُ مفاعلن مفاعیلن فع / مفعولُ مفاعلن مفاعیلن فاع

مفعولُن فاعلن مفاعیلن فع / مفعولن فاعلن مفاعیلن فاع

س ۔ کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں (برسات کی بہاریں)

نظیر اکبر آبادی کی یہ نظم کس بحر میں ہے ؟

• ذیشان احمد، صابو صدیق انجینیرنگ کالج ممبئی

ج :۔ یہ نظم بحر مضارع مثمن اخرب میں ہے ۔ مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن

کیا کیام / مفعول چی ہ یارو / فاعلاتن برسات / مفعول کی بہارے فاعلاتن

س ۔ ملے نہ پھول تو کانٹوں سے دوستی کر لی ، اس مصرعے کا وزن بتائیں ؟ • وحید اختر انصاری ممبئی یونیورسٹی

ج ۔ یہ مصرع بحر مجتث مخبون محذوف مسکن میں ہے

ملے ن پھو (مفاعلن) ل ت کاٹو (فعلاتن) س دوستی (مفاعلن) کر لی (فعلن)

س ۔ کپتان ، اظہر الدین ، سچن ، کرکٹ ، بیٹ ، وحید اختر ، تنقید نقاد اور غمِ دل کا وزن بتلائیں ؟ • حفظ الرحمٰن ممبئی

ج ۔ کپتان ، تنقید ، نقاد کا وزن مفعول ہے

اظہرالدین کا وزن فاعلیان اور سچن کا وزن فَعَل ہے

وحید اختر کے دو اوزان ہیں ۔ مفاعلاتن اور مفاعیلن

کرکٹ کا وزن فعلن بیٹ کا وزن فَعل ہے

غمِ دل کے دو اوزان ہیں فعِلن اور فعولن ۔

www.urduchannel.in

www.urduchannel.in

غزل

ہر چند جاگتے ہیں پہ سوئے ہوئے سے ہیں
سب اپنے اپنے خوابوں میں کھوئے ہوئے سے ہیں

میں شام کے حصار میں جکڑا ہوا سا ہوں
منظر مرے لہو میں ڈبوئے ہوئے سے ہیں

محسوس ہو رہا ہے یہ پھولوں کو دیکھ کر
جیسے تمام رات کے روئے ہوئے سے ہیں

اک ڈور سی ہے دن کی مہینوں کی سال کی
اُس میں کہیں پہ ہم بھی پروئے ہوئے سے ہیں

علوی یہ معجزہ ہے دسمبر کی دھوپ کا
سارے مکان شہر کے دھوئے ہوئے سے ہیں

عرفان صدیقی
لکھنؤ

غزل

کوئی چٹھی لکھو رنگ بھری کوئی مٹھی کھولو پھاگ بھری
کبھی دن بیتیں بیراگ بھرے کبھی رُت آئے انوراگ بھری

جہاں خاک بچھو نا رات ملے مجھے چاند کی صورت ساتھ ملے
وہی دکھیا رن وہی بنجارن وہی روپ متی وہی بھاگ بھری

پل بھر کو اگر میں سو جاؤں تو سارا زہر کا ہو جاؤں
ترا کالا جنگل ناگ بھرا مری جنتی آنکھیں جاگ بھری

سنو اپنا اپنا کام کریں سر تال پہ کیوں الزام دھریں
میاں اپنی اپنی بانسریا کوئی راگ بھری کوئی آگ بھری

www.urduchannel.in

ارتضیٰ نشاط (ممبئی)

غزل

ادھر ادھر کے حوالوں سے مت ڈراؤ مجھے
سڑک پہ آؤ سمندر میں آزماؤ مجھے

جمی ہوئی ہیں مری لاش پر نگاہیں کیوں
میں کوئی آخری خواہش نہیں، دباؤ مجھے

سنی جو سب سے وہی بات تم نے دہرادی
کبھی تو اپنے سروں میں بھی گنگناؤ مجھے

کریدتا ہے مجھے کوئی، ناپتا ہے کوئی
ہر ایک شخص سمجھتا ہے اک الاؤ مجھے

نکال دیتے ہو شیشے سے بال تم کیوں کر
وہ قاعدہ، وہ سلیقہ، وہ گر سکھاؤ مجھے

نہ جانے کتنی بلندی سے مجھکو گرنا ہے
انا نے سونپ دیا ہے عجب بہاؤ مجھے

تم اپنے خول سے باہر نکل کے آؤ نشاط
میں اپنی ذات میں کیا کچھ ہوں، کھنکھناؤ مجھے

ڈاکٹر رفیعہ شبنم عابدی

صدر شعبہ اردو مہاراشٹر کالج
ممبئی ـــ ۸

www.urduchannel.in

غزل

اُس نے جتنے خواب سجائے اُن خوابوں کا حاصل میں
میرے لئے وہ ایک سمندر اس کیلئے اک ساحل میں

سبزہ، دریا، بادل، بجلی، چاند ستارے، آگ اور پھول
جتنے رنگ ہیں اسکی نظر میں سب رنگوں میں شامل میں

میرے اس کے بیچ اگر کچھ رشتہ ہے تو اتنا ہے
صحرا وہ اور محمل میں یا رستہ وہ اور منزل میں

سہما سہما دست تمنا چاروں اور بڑھاؤں کیوں
میرا دامن اس کے آگے ، وہ داتا ہے سائل میں

میری انا اور اسکی خودی کل دونوں ہی کا قتل ہوا
لیکن بھید نہ یہ کھل پایا ، قاتل وہ یا قاتل میں

اس کی آنکھ کو سارے انساں بونے جیسے لگتے ہیں
جس کے ہر جملے میں شبنم ہو جاتا ہے شامل میں

شمیم طارق (ممبئی)

غزل

www.urduchannel.in

دل کی دھڑکن کو تمنا کی سہیلی کہیے
رسمِ دنیا ہے کہ دنیا کو پہیلی کہیے

ہم قدم دوست مرے ساتھ کی کھیلی کہیے
گردشِ وقت کو بچپن کی سہیلی کہیے

اس پہ بے روح لکیروں کے سوا کچھ بھی نہیں
کرۂ ارض کو بیوہ کی ہتھیلی کہیے

دل کی سنسان سی بستی میں انا کی آہٹ
ایک جوگن کو سرِ شام اکیلی کہیے

بسترِ مرگ ہوا کوچۂ قاتل طارق
آنکھ لگ جائے جہاں اس کو حویلی کہیے

شہناز نبی (کلکتہ)

غزل

دل کے ورق پر قوس قزح کے رنگ سبھی برساتے جاؤ
آؤ اس البم میں تم بھی اک تتلی چپکاتے جاؤ

جانے کب چوپال سجے، کب نرم الاؤ روشن ہو
برگد کے اس پیڑ کے نیچے قصہ کوئی سناتے جاؤ

کیاری کیاری یاد تمہاری خوشبو بن کر پھیلے گی
نرم بہت ہے دل کی مٹی، بس اک بیج دباتے جاؤ

میری آنکھیں رفتہ رفتہ سپنے بننا بھول گئیں
ایک اچٹتی نیند تھی باقی اُسکو بھی اپناتے جاؤ

میری بے نم دھرتی پر تم نور بھرا آکاش رہے
جانے والے میرے سکھ کے سورج کو کفناتے جاؤ

عبید اعظم اعظمی
[illegible] کمپلکس، پائپ روڈ
کرلا، ممبئی

غزل

www.urduchannel.in

ہوگی کہیں حجت کہیں تکرار بڑھے گی
ہم ہیں تو ابھی گرمیِ بازار بڑھے گی

آثارِ سحر ہونگے کئی بار نمایاں
یہ رات اسی طرح کئی بار بڑھے گی

وہ رخشِ تخیل جو سرِ دشت و جبل ہے
میداں میں اترے گا تو رفتار بڑھے گی

کیا جانیے کب ہوگی دل و جاں پہ توجہ
کیا جانیے کب قیمتِ نادار بڑھے گی

دیکھو گے عُبید اور ابھی انجمِ نایاب
کچھ اور ابھی وقت کی رفتار بڑھے گی

اردو کاؤنسل کا
اردو۔۔۔۔۔۔چینل
کتابی سلسلہ

سرور حسین سَرور
ممبئی

غزل

بس تبسم سجائے رکھتے ہیں
درد اپنا دبائے رکھتے ہیں

الجھے رہتے ہیں آپ سے اپنے
بات سب سے بنائے رکھتے ہیں

گھر کی دیوار ہو بھلے خستہ
گھر کا آنگن کھلائے رکھتے ہیں

ہر گھڑی بھولنے کیکوشش میں
روگ دل کو لگائے رکھتے ہیں

دوستوں پر یقین ہے سرور
سرسوں ہمبھی جمائے رکھتے ہیں

URDU
CHANNEL

www.urduchannel.in

سہیل اختر وارثی
۱۴۰، نشیمن /۱۰۵، مولانا آزاد روڈ
ممبئی

غزل

کچھ خستہ حالت لوگ وفا کی راہوں میں چل نکلے تھے
وہ تن کے میلے لوگ نہ جانے من کے کتنے اجلے تھے

اُس دن سے وہ حالات نہیں حالات جو اپنے پہلے تھے
اُس ایکنظر کے جسدن سے انداز ذرا سے بدلے تھے

ہر ایک جفا پر حاوی ہیں ہر ایک ستم پر بھاری ہیں
دو اشک تمھاری آنکھوں سے جو میری خاطر نکلے تھے

اُس ایک تصور نے اُنکے سو بار ہمیں بے چین کیا
جس ایک تصور سے اُنکے سو بار کبھی ہم بہلے تھے

دامان خیال یار سے یہ تنہائی لپٹ کر کیا کرتی
یاد کے خوش رنگ پھول یہاں سے دور وہاں تک پھیلے تھے

قمر صدیقی
ممبئی

غزل

میں اپنے پاؤں پساروں مگر کہاں آگے
زمین ختم ہوئی اب ہے آسماں آگے

ہر ایک موڑ پہ میں پوچھتا ہوں اسکا پتہ
ہر ایک شخص یہ کہتا ہے بس وہاں آگے

ہر ایک روز سبق یاد کر کے آتا ہوں
ہر ایک روز اترتا ہے امتحاں آگے

بس اگلے موڑ تلک ہی یہ صاف منظر ہے
پھر اسکے بعد وہی بیکراں دھواں آگے

حبیب جعفری
گوونڈی ممبئی

نظم (نثری)

اس نیلے آسماں کے نیچے
اس آہنی دیوار کے پیچھے
قید خانے کی فضا میں
باقی ہے میرا وجود
حکمراں کہتے ہیں
میں پاگل ہوں
قیدی ہوں
اور مجرم ہوں
میرا جرم یہی ہے
کہ
میں ایک شاعر ہوں

www.urduchannel.in

www.urduchannel.in

طاہر افق
مہاراشٹر کالج ممبئی

غزل

مرے دل کا قصہ اشاروں میں ہے
سمندر ابھی تک کناروں میں ہے
مری ہی نگاہیں پریشان ہیں
یا پھر کشمکش ان نظاروں میں ہے
عبادت کا مرکز جبیں ہو گئی
عقیدت مقفل مناروں میں ہے
ستاروں پہ پہنچا ہے انساں مگر
یہ انسانیت اب بھی غاروں میں ہے
افق اس نے تجھکو نہ سمجھا تو کیا
تری بات اب بھی ہزاروں میں ہے

ایک لڑکی :- پنجابی نظم

شیو کمار بٹالوی

اداس شام سی ایک لڑکی
میری یار ہے
خوبصورت بہت ہے لیکن
ذہن کی بیمار ہے
روز مجھ سے پوچھتی ہے
سورج کے بیجوں کے دام
پوچھتی ہے یہ ملینگے کہاں؟
میرے اندر بھی ہے خواہش
ایک سورج کے نمو کی

ترجمہ:- قمر صدیقی

www.urduchannel.in

خالد صدیقی

بزم اردو مہاراشٹر کالج

ممبئی

غزل

مرا تذکرہ کو بہ کو مت کرو
مجھے اس طرح سرخ رو مت کرو
مری تشنگی ہی مرا جام ہے
مجھے صاحب آبجو مت کرو
ابھی آئینے پر بہت گرد ہے
ابھی آئینہ روبرو مت کرو
ذرا درد کا ذائقہ تو چکھوں
ابھی زخم میرا رفو مت کرو

www.urduchannel.in

علی جواد زیدی

بھولتی ہوئی یاد

تمہیں جب یاد کرتا ہوں تو اک مٹتی ہوئی دنیا
مرے آنکھوں کے آئینے میں پہروں جھلملاتی ہے
کہیں دم گھٹ رہا ہے مسکراتے سرخ پھولوں کا
کہیں کلیوں کے سینے میں ہوا رک رک آتی ہے
کہیں کجلا گئے ہیں دن کے چمکائے ہوئے ذرے
کہیں راتوں کی ہنستی روشنی غم میں نہاتی ہے
وہی دنیا جو کل تک دل کا دامن تھام لیتی تھی
اسی دنیا کے ہر ذرے میں اب بے التفاتی ہے
تمنا اپنی ناکامی پہ کانپ اٹھتی ہے یوں جیسے
بگولے میں کوئی سوکھی سی پتی تھرتھراتی ہے
گھنے کہرے میں جیسے ڈھنکتے جاتے ہوں ہرے سبزے
یوں ہی بیتے دنوں کی شکل دھندلی پڑتی جاتی ہے
جوانی کی اندھیری رات آدھی بھی نہیں گزری
محبت کے دیے کی لو ابھی سے ٹمٹماتی ہے
(۱۹۴۸ء)

نیر رضوی

علی بن متقی رویا

پرانی بات ہے
لیکن یہ انہونی سی لگتی ہے
علی بن متقی مسجد کے منبر پر کھڑا
کچھ آیتوں کا وِرد کرتا تھا
جمعہ کا دن تھا
مسجد کا صحن
اللہ کے بندوں سے خالی تھا

وہ پہلا دن تھا
مسجد میں کوئی عابد نہیں آیا
علی بن متقی رویا
مقدس آیتوں کو مخملیں جزدان میں رکھا
امامِ دل گرفتہ
نیچے منبر سے اتر آیا
خلا میں دور تک دیکھا
فضا میں ہر طرف پھیلی ہوئی تھی
دھندلی کائی

ہوا پھیلوں
منڈیروں گنبدوں پر
اَن گنت پَر پھڑپھڑائے
کاسنی، کالے کبوتر
صحن میں نیچے اُتر آئے
وضو کے واسطے رکھے ہوئے لوٹوں پہ
اک اک کر کے آ بیٹھے
امامِ دل گرفتہ
پھر سے منبر پر چڑھا
جزدان کو کھولا
صفوں پہ اک نظر ڈالی
وہ پہلا دن تھا مسجد میں
وضو کا حوض خالی تھا
صفیں معمور تھیں ساری!

عرفان گزیدگی!

عذرا پروین

نظم

www.urduchannel.in

میں نے اپنے اندر اندر
جتنا جو کچھ بُن رکھا تھا
میں نے اپنے آپ سے اپنے بارے میں
جو کچھ بھی سُن رکھا تھا
میں نے اپنے آپ کو جتنا جیسا جیسا فرض کیا تھا
میں اس سے بھی اَور سوا تھی
مٹی تھی میں
میں پانی تھی
آگ بھی تھی، جتنی میں ہوا تھی—!
لیکن اپنی سب جہتوں سے
متعارف ہو جانا خود کو کتنا مہنگا پڑ سکتا ہے، دیکھ رہی ہوں!
موند کے آنکھیں بیٹھ سکیں، کہ عرفاں گزیدہ آنکھ نے دیکھا ہے
اک اَبدی اَبدی خسارہ!!

www.urduchannel.in

● جوش ملیح آبادی

اب خواہش لذات نہیں ہو سکتی
اب دن کے سوارات نہیں ہو سکتی
در کس لئے کھٹکھٹا رہی ہے دنیا؟
کہہ دو کہ ملاقات نہیں ہو سکتی

ہر سانس کو وقف صد شرارت کر دیں
اخلاق کی کچھ عجب حالت کر دیں
مفلس کہ امیروں کے گناتے ہیں گناہ
دولت انہیں دیدو تو قیامت کر دیں

www.urduchannel.in

میں شیفتہ ہوں آپ سے بے مثل حسیں کا
حیراں ہوں مرے کام سنور کیوں نہیں جاتے
جب کہتا ہوں مرتا ہوں مری جان میں تم پر
فرماتے ہیں مرتے ہو تو مر کیوں نہیں جاتے

مریدِ دہر ہوئے وضع مغربی کرلی
نئے جنم کی تمنا میں خودکشی کرلی
نگاہِ نازِ بتاں پر نثار دل کو کیا
زمانہ دیکھ کے دشمن سے دوستی کرلی

اکبر الہ آبادی

سہ ماہی ادبی رسالہ

● نیاورق

■ مدیر:- ساجد رشید

سہ ماہی ادبی رسالہ

● ترسیل

ممبئی

■ مدیر:- ڈاکٹر یونس اگاسکر

ماہنامہ

■ کتاب نما

نئی دہلی

مدیر:- شاہد علی خان

ماہنامہ

● شب خون

الہ آباد

■ مدیر:- شمس الرحمٰن فاروقی

ایڈیٹر پرنٹر پبلشر قمر صدیقی نے یونک پرنٹنگ پریس، شیواجی نگر، گونڈی، ممبئی۔ ۴۳، فون: ۵۵۱۱۵۱۷
سے چھپوا کر دفتر اردو کاؤنسل کا اردو چینل ۳/۱۲۱ر۷ گجانن کالونی گونڈی ممبئی سے شائع کیا۔

www.urduchannel.in

کلام حافظ

دل میرود ز دستم صاحب دلاں خدارا
دردا کہ راز پنہاں خواہد شد آشکارا
کشتی شکستگانیم اے بادِ شرطہ برخیز
باشد کہ باز بینیم آں یار آشنا را
آسائشِ دو گیتی تفسیر ایں دو حرف ست
بادوستاں تلطف بادشمناں مدارا
آئینۂ سکندر جامِ جم ست بنگر
تابر تو عرضہ دارد احوالِ ملک دارا
دوروزہ مہر گردوں افسانہ ایست وافسوں
نیکی بجائے یاراں فرصت شمار یارا
حافظ بخود نپوشید ایں خرقۂ مے آلود
اے شیخِ پاک دامن معذور دار مارا

جاتا ہے دل عزیزو روکو اسے خدارا
ہے ہے کہ ہو رہا ہے یہ راز آشکارا
ٹوٹی ہے اپنی کشتی چل اے ہوائے رحمت
شاید تیری بدولت دیکھوں اسے دوبارہ
دونوں جہاں کی راحت دو حرف کی حکایت
یاروں سے بھی ہو یاری دشمن سے بھی مدارا
آئینۂ سکندر ہے جامِ مے کا منظر
آتو، بھی دیکھ آئیں احوال ملک دارا
جتنی ملے محبت جانو اسے غنیمت
دو دن کی زندگی کا حاصل یہی ہے یارا
یہ داغدار خرقہ پہنا نہیں خوشی سے
حافظ کو کچھ نہ کہنا اے زاہدو خدارا

ترجمہ:- مجروح سلطانپوری

شرف محنت و کفالت

شمیم طارق

قیمت ۱۵۰ روپے

ملنے کا پتہ: مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ ، ڈ

جے جے اسپتال ممبئی ــــ ۸

کھویا ہوا ساتھی

ندا فاضلی

قیمت: ۱۰۰ روپے

لفظوں کا پُل

ندا فاضلی

قیمت: ۱۰۰ روپے

پبلشر ــــ معیار پبلیکیشن

ملنے کا پتہ: مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ

جے جے اسپتال کے پاس ممبئی ۸

فیس اسٹیل

ڈیلران آل کائنڈ آف چینل اینگل پٹی

فابریکیشن میٹریل

پلاٹ نمبر ۱۰ جھنڈا نمبر ۱ مارکیٹ بی ایل

لوکھنڈے مارگ گوتم نگر گوونڈی ممبئی ۴۳

Urdu Council Ka

URDU CHANNEL

Book series...1

3121, Gajanan colony,

Govandi, Mumbai 400043

یسین جنرل اسٹور

سپاری، سگریٹ، بسکٹ وغیرہ

ہول سیل اور ریٹیل، پلاٹ نمبر ۱۰

جے لین دوکان نمبر ۱ بیگن واڑی

گوونڈی ممبئی

www.urduchannel.in